کشمیر: بھارتی 'سرجیکل اسٹرائیک' کی برسی

افتخار گیلانی

۵ /اگست ۲۰۲۰ءکو بھارتی وزیر داخلہ امیت شا نے ایک طرح سے 'غیرآئینی سرجیکل اسٹرائیک' کر کے بھارتی آئین کی دفعہ ۳۷۰، اور دفعہ ۳۵-اے کالعدم کرکے جموں و کشمیر کی خصوصی آئینی حیثیت کو ختم کرنے کا تو اعلان کیا، مگر اس سے بھارت کو یا کشمیری عوام کو کیا حاصل ہوا؟ اس کا کوئی خاطرخواہ جواب آج ایک برس گزرنے کے باوجود بھارتی حکومت کو سوجھ نہیں رہا ہے۔ خصوصی حیثیت کو ختم کرنے کے علاوہ ریاست کو تقسیم کرکے لداخ کو مرکز کے زیر انتظام علاقہ بنایا گیا اور بقیہ خطے، یعنی جموں اور کشمیر کو بھی براہِ راست نئی دہلی کے انتظام میں دیا گیا۔

اب پورے ایک سال کے بعد اس غیرآئینی حملے کی افادیت اور 'کامیابیوں' کی جو دستاویز بھارتی حکومت نے جاری کی ہے، اس کے مطابق ''کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے کے نتیجے میں حوائج ضروریہ کے لیے باہر نکلنے پر پابندی میں سوفی صد کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس طرح ایک سال کے دوران سوفی صد اوپن ڈیفی کیشن فری بنایا گیا ہے۔

۵ /اگست کو اٹھائے گئے اقدامات کا مقصد کشمیر میں دودھ اور شہد کی نہریں بہانا، سڑکوں کو سونے سے مزین کرنا اور بھارت کے تئیں عوام میں نرم گوشہ پیدا کروانا بتایا گیا تھا، مگر مودی حکومت کے مذکورہ اوّلین اور شرمناک 'کارنامے' پر تبصرہ کرتے ہوئے سینیر صحافی شاستری راما چندرن کا کہنا ہے: جب خطے میں ہر روز فوجی مقابلوں میں لوگ ہلاک ہو رہے ہوں، تو رفع حاجت کے لیے کون باہر نکلے گا؟ اس کے علاوہ جو باہر آنا بھی چاہتے ہیں، ان پر تشدد کر کے ایسی حالت کر دی گئی ہے، کہ وہ رفع حاجت کے قابل ہی نہیں رہ گئے اور جب سال بھر لاک ڈاؤن میں رہنے کے بعد پیٹ خالی ہو، تو رفع حاجت کیسے ہو؟

شاید مودی یا امیت شا کو دہلی سے کولکتہ تک ریل گاڑی میں سفر کرنا کبھی نصیب نہیں ہوا۔ رات دہلی سے جب ٹرین چل کر علی الصبح پٹنہ یا بہار کے دوسرے شہر گیا پہنچتی ہے، تو اسٹیشن سے متصل اور دیگر علاقوں میں نظارہ نہایت قابلِ نفرت ہوتا ہے۔ سخت گرمی کے باوجود مسافر فوراً کواڑ گرا لیتے ہیں۔ کیونکہ لمبی لائن میں ایک خلقت پٹڑی پر پانی کا لوٹا لیے مصروف دکھائی دیتی ہے، اور آپس میں ملکی و غیر ملکی حالات پر تبادلہ خیالات بھی کرتی نظر آتی ہے۔ ہونا تو چاہیے کہ امیت شا کشمیر میں تعینات پوری نو لاکھ فوج کو بہار بھیج کر اس کو اوپن ڈیفی کیشن فری بنا کر، ریلوے پٹریوں کو غلاظت سے بچنے کا موقع فراہم کرواتے۔

گذشتہ ایک سال سے کشمیریوں نے بھی مودی حکومت کا ناطقہ بند کر کے رکھ دیا ہے۔ جب اس 'غیر آئینی اسٹرائیک' سے کشمیریوں کے جسم سے ان کے کپڑے چھین لیے گئے، تو کشمیر کے ایک لیڈر شاہ فیصل کے مطابق مودی حکومت کو یقین تھا کہ اس کے خلاف عوامی بغاوت برپا ہوگی اور اس کے نتیجے میں ۱۰ ہزار افراد ہلاک کر کے تحریک کو کچل دیا جائے گا۔ مگر کشمیریوں کی پُراسرار خامشی اور لیڈرشپ کی عدم موجودگی کے باوجود عام آدمی کی سوچ اور ردعمل دیکھ کر نئی دہلی میں اربابِ اقتدار کا کلیجہ منہ کو آ رہا ہے۔ ان کو یقین تھا کہ کچھ عرصہ تک سوگ و ماتم کی کیفیت کے بعد حالات معمول پر آجائیں گے۔ مگر بھارت نواز نیشنل کانفرنس اور پیپلز کانفرنس اور پیپلز ڈیموکریٹک پارٹی بھی صدمے کی کیفیت سے باہر نہیں آرہے ہیں۔ ان کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کی کس منہ سے اپنے ووٹروں کا سامنا کریں۔

بھارت نے جب اگست میں کشمیر میں تاریخ کے طویل ترین لاک ڈاؤن نافذ کیا تو، لوگ لقمے لقمے کے محتاج ہونے لگے۔ دنیا نے زبانی ہمدردی کے سوا کچھ نہیں کیا، تو ہر کشمیری کے زبان پر تھا کہ یااللہ! اس لاک ڈاؤن کا مزا ساری دُنیا کو بھی چکھا دے۔ جنوری ۲۰۲۰ء میں جب بھارت میں مقیم یورپی یونین کے سفیروں کی ایک ٹیم کو کشمیر لے جایا گیا، تو ان کو کوّر کرنے کے لیے اکنامک ٹائمز کے معروف صحافی اروند مشرا بھی سرینگر پہنچ گئے تھے۔ وہ سیکورٹی حصار میں تھے۔ انھوں نے افسران سے اپنے ایک ساتھی بلال احمد ڈار کے گھر جانے کی اجازت مانگی۔ بلال ماس کمیونی کیشن کی تعلیم کے دوران ان کا ہم جماعت تھا۔ مشرا کا کہنا ہے کہ جب وہ بلال کے گھر کی گلی سے

گزر رہا تھا کہ کھڑکی سے ایک خاتون کی آواز آئی: ''اروند بھائی، آپ بلال کے دوست ہو دلی والے، میں نفیسہ عمر ہوں، بلال کی پھوپھی کی بیٹی''۔ مشرا کا بیان ہے کہ نفیسہ کی باتیں سن کر وہ کئی رات سو نہ سکا۔ اس لڑکی نے پوچھا: کیا باہر کی دنیا میں کسی کو اندازہ ہے کہ سات مہینے سے جہاں کرفیو ہو، گھر سے نکلنا تو دُور جھانکنا بھی مشکل ہو، چپے چپے پر فوج تعینات ہو، انٹرنیٹ، موبائل، لینڈ لائن فون تک بند ہو، گھروں سے بچے، جوان اور بوڑھے ہزاروں بے قصوروں کی گرفتاریاں ہوئی ہوں، سکول، کالج، دفتر سب بند ہوں، کسی نے سوچا کہ آخر لوگ کیسے سانس لیتے ہوں گے؟''

مشرا کے مطابق بس پانچ منٹ میں اس خاتون نے حالات کا ایسا نقشہ کھنچا کہ یہ الفاظ دہلی میں کئی ماہ تک میرے ذہن پر دستک دیتے رہے۔ نفیسہ نے مزید کہا کہ: کیا آپ کو معلوم ہے کہ'' کیسے لوگوں کے کھانے پینے کا انتظام ہوتا ہے، بیماروں کا کیا ہو رہا ہے؟ آدھی سے زیادہ آبادی ڈپریشن اور ذہنی بیماریوں کی شکار ہو چکی ہے، بچے خوف زدہ ہیں، مستقبل اندھیرے میں ہے''۔ نفیسہ نے روتے ہوئے کہا کہ ''ظلم و ستم کی انتہا ہے، روشنی کی کوئی کرن نہیں ہے، پوری دنیا خاموش تماشا دیکھ رہی ہے، ہم نے سب سہہ لیا اور خوب سہہ رہے ہیں۔ لیکن اس وقت دل تڑپتا ہے جب بھارت میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اچھا ہوا ان کے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا۔ لیکن میں نے ان لوگوں یا کسی کے لیے بھی کبھی بددعا نہیں کی، بس ایک دعا ضرور کی ہے تاکہ پوری دنیا کو ہمارا کچھ تو احساس ہو۔ اروند بھائی، آپ دیکھنا میری دعا بہت جلد قبول ہوگی''۔

اروند مشرا نے جب دعا کی شکل کے بارے میں پوچھا تو اس کے بقول نفیسہ نے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا: ''اے اللہ جو ہم پر گزری ہے کسی پر نہ گزرے، بس مولا تو کچھ ایسا کر دینا اور اتنا کر دینا کہ پوری دنیا کچھ دنوں کے لیے اپنے گھروں میں قید ہو کر رہنے پر مجبور ہو جائے، سب کچھ بند ہو جائے، رُک جائے! شاید دنیا کو یہ احساس ہو سکے کہ ہم کیسے جی رہے ہیں؟'' کورونا وائرس کے بعد جب پوری دنیا لاک ڈاؤن کی زد میں آ گئی، جو ابھی تک کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے، مشرا کے مطابق نفیسہ کے یہ الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں: ''اروند بھائی آپ دیکھنا میری دعا بہت جلد قبول ہوگی''۔